قیام نماز اور ہماری ذمہ داریاں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ رجولائی ۱۹۸۸ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت تلاوت کی:

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ (العنکبوت:۴۶)

پھر فرمایا:

جماعت احمدیہ کی تاریخ کے پہلے سو سال عنقریب پورے ہونے کو ہیں۔ جوں جوں اگلی صدی قریب تر آتی چلی جارہی ہے میں جماعت کو مختلف رنگ میں بعض تربیتی امور کی طرف متوجہ کررہا ہوں اور اس سلسلے میں گزشتہ ایک سال سے مسلسل ایک مربوط مضمون کی شکل میں یکے بعد دیگرے کئی خطبات دیئے لیکن ان سب میں سب سے زیادہ اہم امر جس کی طرف آج میں دوبارہ جماعت احمدیہ عالمگیر کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ نماز باجماعت کے قیام کے سلسلے میں ہے۔

تمام عبادتوں کی روح نماز ہے، انسانی پیدائش کا مقصد نماز ہے اور نماز سے حاصل ہوتا ہے۔ نماز میں ہر قسم کی فلاح کی کنجیاں ہیں اور جیسے جیسے انسان نماز میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے فلاح کی مزید کنجیاں عطا ہوتی رہتی ہیں۔ میں نے عمداً لفظ کنجی استعمال نہیں کیا بلکہ جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے کیونکہ میرا تجربہ ہے کہ نماز کی کیفیت کے بدلنے کے ساتھ ساتھ انسان کو اللہ تعالیٰ نئے امور کی فہم عطا فرماتا کرتا چلا جاتا ہے اور نئے مضامین اس پر کھلتے چلے جاتے ہیں اس

ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات میں سے متعدد اقتباسات میں جماعت کے سامنے پہلے رکھ چکا ہوں لیکن آج زیادہ تر توجہ نماز کی ابتدائی منازل کی طرف دلانی چاہتا ہوں کیونکہ میں نے بارہا اپنے سفر کے دوران خصوصاً مغرب کے ممالک میں اپنے سفر کے دوران یہ مشاہدہ کیا کہ جماعت احمدیہ کا ایک طبقہ ایسا ہے جو ابھی تک نماز کی ابتدائی حالتوں پر بھی قائم نہیں ہوسکا۔ انگلستان میں بھی میں نے عمومی جائزہ لیا اور بعض خاندانوں سے تفصیلی گفتگو بھی کی۔ ان کے بچوں کے حالات معلوم کئے تو مجھے یہ دیکھ کر بہت تکلیف پہنچی کہ ہم ابھی تک نماز کے سلسلے میں اپنی آئندہ نسلوں کی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر سکے اور یہی وہ امر ہے جو میرے لئے پہلی صدی کے آخر پر سب سے زیادہ فکر کا موجب بن رہا ہے۔

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا اگر جماعت احمدیہ اگلی صدی میں اس حال میں داخل ہو کہ ہماری اگلی نسلیں نماز سے غافل ہوں۔ ایک ایسی فکر انگیز بات ہے اور ایسی قابل فکر بات ہے کہ جب تک ہر دل میں اس کی فکر پیدا نہ ہو میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہوسکا اور بار بار توجہ دلانے کے باوجود جس رنگ میں میں یہ فکر دلوں میں پیدا کرنی چاہتا ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ ابھی تک اس رنگ میں یہ فکر بہت سے دلوں میں پیدا نہیں کر سکا۔ جہاں تک جماعت کے عمومی اخلاص کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ابتلا کے موجودہ دور میں جماعت کے اخلاص کا عمومی معیار بہت بلند ہوا ہے اور نیک کاموں میں تعاون کی روح میں ایک نئی جلا پیدا ہوگئی ہے۔ ایک آواز پر لبیک کہنے کے لئے کثرت کے ساتھ دل بے چین ہیں اور جب بھی جماعت کو نیکی کی طرف بلایا جاتا ہے جس طرح اخلاص کے ساتھ اس آواز پر جماعت لبیک کہتی ہے اس سے میرا دل حمد سے بھر جاتا ہے لیکن یہ اخلاص فی ذاتہٖ کچھ چیز نہیں اگر اس اخلاص کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ سے ایک مستقل تعلق پیدا نہ ہو جائے۔ یہ اخلاص اپنی ذات میں محفوظ نہیں اگر اس اخلاص کو نماز کے اور عبادت کے برتنوں میں محفوظ نہ کیا جائے۔ اس لحاظ سے یہ اخلاص ایک آنے جانے والے موسم کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ بعض دفعہ سخت گرمیوں کے بعد اچھا موسم آتا ہے اور ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے چلتے ہیں، بعض دفعہ سخت سردی کے بعد خوشگوار موسم کے دور آتے ہیں لیکن یہ چیزیں آنے جانے والی ہیں ٹھہر جانے والی نہیں۔ عبادت کوئی موسمی کیفیت کا نام نہیں

عبادت ایک مستقل زندگی کا رابطہ ہے۔ عبادت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ہم ہوا میں سانس لیتے ہیں۔ کئی قسم کے زندہ رہنے کے طریق ہیں جو انسان کو لازم کئے گئے ہیں مگر ہوا اور سانس کا جو رشتہ زندگی سے ہے ایسا مستقل دائمی لازمی اور ہر لمحہ جاری رہنے والا رشتہ اور کسی چیز کا نہیں۔ پس عبادت کو یہی رشتہ انسان کی روحانی زندگی سے ہے۔ یہ عبادت ذکر الٰہی کی صورت میں ہمہ وقت جاری رہ سکتی ہے لیکن وہ نماز جو قرآن کریم نے ہمیں سکھائی اور سنت نے جسے ہمارے سامنے تفصیل سے پیش کیا یہ وہ کم سے کم نماز ہے، کم سے کم ذکر الٰہی ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔

اس لئے میں خصوصیت کے ساتھ آج پھر جماعت کو نماز کی اہمیت کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اکثر وہ احباب جو اس وقت مجلس میں حاضر ہیں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نمازوں کے پابند ہیں مگر میں حال کے موجودہ دور کی بات نہیں کر رہا میں مستقبل کی بات کر رہا ہوں۔ **وہ لوگ جو آج نمازی ہیں جب تک ان کی اولادیں نمازی نہ بن جائیں جب تک ان کی آئندہ نسلیں ان کی آنکھوں کے سامنے نماز پر قائم نہ ہو جائیں۔ اس وقت تک احمدیت کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ اس وقت تک احمدیت کے مستقبل کے متعلق خوش آئند امنگیں رکھنے کا ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اس لئے بالعموم ہر فرد بشر، ہر احمدی بالغ سے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو میں بڑے عجز کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپنے گھروں میں اپنی آئندہ نسلوں کی نمازوں کی حالت پر غور کریں۔** ان کا جائزہ لیں، ان سے پوچھیں اور روز پوچھا کریں کہ وہ کتنی نمازیں پڑھتے ہیں معلوم کریں کہ جو کچھ وہ نماز میں پڑھتے ہیں اس کا مطلب بھی ان کو آتا ہے یا نہیں اور اگر مطلب آتا ہے تو غور سے پڑھتے ہیں یا اس انداز میں پڑھتے ہیں کہ جتنی جلدی یہ بوجھ گلے سے اتار پھینکا جاسکے اتنی جلدی نماز سے فارغ ہو کر دنیا طلبی کے کاموں میں مصروف ہو جائیں۔ اس پہلو سے اگر آپ جائزہ لیں گے اور حق کی نظر سے جائزہ لیں گے، سچ کی نظر سے جائزہ لیں گے تو مجھے ڈر ہے کہ جو جواب آپ کے سامنے ابھریں گے وہ دلوں کے بے چین کر دینے والے جواب ہوں گے۔ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ایسی بات ایسی مجلس میں کرنا جس میں تمام دنیا سے مختلف ممالک کے نمائندے آئے ہوں یہ اچھا اثر پیدا نہیں کرے گا، کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اقرار جو تمام دنیا میں تشہیر پا سکتا ہے اور مخالف اس سے خوش ہو سکتے ہیں ایسی مجلس میں کرنا کوئی اچھی بات نہیں مگر مجھے اس کی ادنیٰ بھی پرواہ نہیں کہ دنیا سچائی کے اقرار کے

نتیجہ میں ہمیں کیا کہتی ہے۔ **جب تک آپ سچائی کے اقرار کی جرأت پیدا نہیں کرتے آپ کی دینی حالت درست نہیں ہو سکتی، آپ کی اخلاقی حالت درست نہیں ہو سکتی۔ آپ کی روحانی حالت درست نہیں ہو سکتی۔** ہمارا حال سب خدا کے سامنے ہے اور خدا کی نظر کے سامنے ہم ہمیشہ کھلی ہوئی کتاب کی طرح پڑے رہتے ہیں۔ اس لئے ہمارے جو بھی اقرار ہیں وہ اپنے خدا کے حضور ہیں اور یہ شعور بیدار کرنے کے لئے جماعت کے دلوں کو جھنجھوڑنے کے لئے میں نے ضروری سمجھا کہ آج اس خطبہ میں آپ کو خصوصیت کے ساتھ اس مرض کی طرف توجہ دلاؤں جس کے متعلق خطرہ ہے کہ ہماری اگلی نسلوں کے لئے بعض صورتوں میں مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خصوصیت کے ساتھ مغربی ممالک میں یہ مرض پایا جاتا ہے اور بڑھ رہا ہے لیکن میں جب غور کی نظر سے مشرقی ممالک کو دیکھتا ہوں تو ان کی حالت بھی کوئی اس سے بہت زیادہ بہتر نہیں پاتا۔ یہاں تک کہ جب میں پاکستان کے حالات پر نظر ڈالتا ہوں تو وہاں کی جماعتوں کی حالت بھی کئی پہلوؤں سے قابل فکر دیکھتا ہوں۔ مجھے ایک لمبا تجربہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ وابستہ رہنے کے نتیجہ میں اور وقف جدید کے ساتھ وابستہ رہنے کے نتیجہ میں اور انصاراللہ کے ساتھ وابستہ رہنے کے نتیجہ میں دیہاتی جماعتوں میں پھرنے کا تجربہ ہوا۔ دیہاتی جماعتوں کے حالات کو قریب کی نظر سے دیکھنے کا موقعہ ملا اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرا مزاج ایسا بنایا ہے کہ اعداد و شمار پر نظر رکھنے کی عادت ہے۔ اس لئے میں نے تمام دوروں میں ہمیشہ تقریریں کرنے کی بجائے تفصیل سے حالات کا جائزہ لینے کی کوشش کی۔ بعض مجالس میں تقریر کے پروگرام ہوتے ہوئے بھی اس پروگرام کو منسوخ کیا اور نوجوانوں اور بچوں کو کھڑا کر کے ان سے پوچھنا شروع کیا کہ بتاؤ تم نماز میں کیسے ہو، تمہیں نماز پڑھنی آتی بھی ہے کہ نہیں، آتی ہے تو پڑھ کے سناؤ اور سناتے ہو تو پھر اس کا مطلب بھی بتاؤ غرضیکہ بڑی تفصیل سے میں نے جائزہ لیا ہے اور مسلسل ان دوروں کے وقت جماعت کو متنبہ کرتا رہا ہوں کہ جس حالت میں ہم آج اپنے بچوں کو پاتے ہیں یہ ہرگز اطمینان بخش نہیں ہے۔ اس لئے محض مغرب کو متہم کرنا بھی مناسب نہیں۔ مغرب کے ملکوں کے بعض زائد ایسے محرکات ہیں جو نماز سے غیر اللہ کی طرف کھینچنے میں مزید ابتلا پیدا کرتے ہیں لیکن مشرقی ممالک میں کچھ اور قسم کے محرکات ہیں۔ وہاں کی غربت، وہاں کی بدحالی، وہاں کے موسموں کی کڑی آزمائشیں بہت سے

ایسے محرکات ہیں جن کے نتیجہ میں انسان میں بسا اوقات گھر واپس آنے کے بعد یہ طاقت نہیں رہتی کہ اپنی اولاد کی طرف صحیح توجہ دے سکے۔ اس لئے تمام دنیا میں جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موجود ہے اور اس وقت 114 ممالک سے زائد ملکوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے ہمیں آج کے بعد کا بقیہ سال خصوصیت سے نماز کو قائم کرنے کی کوششوں میں صرف کرنا چاہئے۔

یہ درست ہے کہ خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں بھی ہیں انصار اللہ کی بھی ذمہ داریاں ہیں، اور نظام جماعت کی من حیث الجماعت بھی ذمہ داریاں ہیں لیکن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تربیت کا ہمیں گر سکھایا وہ یہ نہیں تھا کہ تم اپنے نظام کے اوپر تربیت کے کاموں کا انحصار کرو بلکہ فرمایا کُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (بخاری کتاب الجمعہ حدیث نمبر:۸۴۴) کہ خبردار! تم میں سے ہر ایک ایک چرواہا ہے، ایک گڈریا ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اتنا عظیم الشان تربیت کا ایک نقطہ ہے کہ جسے اگر قومیں یاد رکھیں یا مسلمان یاد رکھتے تو کبھی بھی وہ انحطاط پذیر نہیں ہو سکتے تھے۔ ہر فرد بشر جو ایک گھر رکھتا ہے یا گھر سے بڑھ کر اپنے معاشرے میں کوئی حیثیت رکھتا ہے یا ایک شہر کے معاشرے سے بڑھ کر ملک یا قوم میں کوئی حیثیت رکھتا ہے۔ ایسے ہر شخص پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان اطلاق پاتا ہے اور کیسے خوبصورت انداز میں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرمایا۔ فرمایا تم میں سے ہر ایک، ایک گڈریا ہے مالک نہیں ہے۔ رَاعٍ اس گڈریئے کے متعلق استعمال ہوتا ہے جو لوگوں کی، مالکوں کی بھیڑیں لے کر ان کو چرانے کے لئے باہر جاتا ہے تو یہ نہیں فرمایا کہ تم اپنی اولاد کے مالک ہو اور اپنی اولاد کے بارے میں تم پوچھے جاؤ گے یا جن لوگوں پر تمہارا اثر ورسوخ ہے یا جس قوم میں تمہارا نفوذ ہے ان لوگوں یا اس قوم کے متعلق اس لئے پوچھے جاؤ گے کہ تم ان پر کوئی مالکانہ حقوق رکھتے ہو۔ فرمایا ہر گز نہیں تم جس حیثیت میں بھی ہو ایک چھوٹے دائرے میں ایک مقام تمہیں نصیب ہوا ہے یا ایک وسیع تر دائرے میں ایک مقام تمہیں نصیب ہوا ہے تمہارا مقام ایک گڈریئے کا سا مقام ہے اور جو کچھ تمہاری رعیت میں ہے جو کچھ تمہارے تابع فرمان لوگ ہیں یہ سارے خدا کی ملکیت ہیں، خدا کی بھیڑیں ہیں اور جس طرح بھیڑوں کا مالک گڈریئے سے ان کا حساب لیا کرتا ہے اور

بعض دفعہ ایک ایک بھیڑ کو گن کے وصول کرتا ہے اور نقصان کے عذر قبول نہیں کرتا۔ اسی طرح تم میں سے ہر ایک خدا کے حضور جوابدہ ہے ۔تم اپنی اولاد کے بھی مالک نہیں، یہ تمہارے سپرد امانتیں ہیں۔ اس لئے سب سے اہم ذمہ داری خود گھر والے کی ہے اور پھر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے تفصیل سے یہ ذکر بھی فرمایا کہ گھر کی مالکہ بھی اپنے دائرہ اختیار میں مسئولہ ہوگی اس سے بھی پوچھا جائے گا اور کُلُّکُمْ نے تو سارے بنی نوع انسان کو محیط کرلیا ہے کسی قسم کا کوئی انسان بھی اس فرماں کے دائرہ کار سے باہر نہیں رہا۔ اس لئے یہی وہ بہترین گُر ہے جسے سمجھنے کے بعد یہی وہ بہترین ارشاد ہے جس پر عمل کرنے کے بعد ہم فی الحقیقت زندہ رہنے کا سبق سیکھ سکتے ہیں۔ اس لئے ہر وہ شخص جو کسی حیثیت سے کوئی اثر رکھتا ہے اسے نماز کا نگران ہو جانا چاہئے۔ ہر باپ کو اپنی بیوی اور اپنے بچوں کا نگران ہونا چاہئے۔ قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بیوی اور اپنے بچوں کو باقاعدہ مستقل مزاجی کے ساتھ نماز کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ بہت پرانی بات ہے ہزاروں سال پہلے کا واقعہ ہے، تمام انبیاء قوم کو نصیحت کیا کرتے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اس معاملے میں ایسا دل ڈال کر ایسی جان ڈال کر نصیحت فرمایا کرتے تھے اور ایسے بے قرار رہتے تھے اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ کے پیار اور محبت کی نظر ان پر پڑی اور قرآن کریم کی دائمی کتاب میں ان کا ذکر فرما دیا۔

اس سے ایک اور سبق بھی ہمیں ملتا ہے کہ ہم کوئی کام خواہ کیسے ہی مخفی طور پر کریں اور دنیا کی نظر سے اوجھل رہ کر بھی کریں، خواہ آباد شہروں کے بیچ میں کریں یا صحراؤں کے درمیان ایک چھوٹی سی بستی میں کریں، شہر کی گلیوں میں کریں یا اپنے گھر کے خلوت خانوں میں کریں خدا کی نظر ہر کام پر پڑتی ہے اور جس کام کو خدا قبولیت عطا فرماتا ہے اس کام پر محبت اور پیار کی نظر رکھتا ہے اور اس کام کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت کی جو جزاء آپ کو اخروی دنیا میں ملے گی وہ ایک الگ جزاء ہے لیکن آپ کی مثال کو قیامت تک کے لئے دنیا کے سامنے زندہ کر کے پیش کر دینا خود اپنی ذات میں ایک اتنی عظیم الشان جزاء ہے کہ اس کی مثال کم دنیا میں دکھائی دیتی ہے۔ پس وہ اسماعیلی صفت اپنے اندر پیدا کریں اپنی بیویوں کی نمازوں کے متعلق متوجہ ہوں، اپنے بچوں کی نمازوں کی طرف متوجہ ہوں، اپنی بچیوں کی نمازوں کی طرف متوجہ ہوں اور یاد رکھیں کہ

اس کام کو جب تک بچپن سے آپ شروع نہیں کریں گے یہ کام ثمر دار ثابت نہیں ہوگا، اس محنت کا ویسا پھل آپ کو نہیں مل سکتا جیسی آپ توقع رکھتے ہیں۔

یہ وہ دوسری نصیحت ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمائی جب آپؐ نے یہ فرمایا کہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں اذان دو جب آپؐ نے یہ فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے بائیں کان میں تکبیر کہو (الجامع لشعب الایمان باب فی حقوق الاولاد والاھلین حدیث نمبر:۸۲۵۴) تو درحقیقت انسانی فطرت کا یہ گہرا راز ہمیں سمجھا دیا کہ تربیت کے لئے کسی خاص عمر کا انتظار نہیں کیا جاتا۔ جونہی بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے وہ تمہاری ذمہ داری بن جاتا ہے اور اس دن سے اس کی تربیت کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اس مضمون پر اس سے پہلے بھی میں روشنی ڈال چکا ہوں کہ گزشتہ زمانوں میں تو انسان ایک جاہل انسان یہ اعتراض کر سکتا تھا کہ یہ ارشاد بے معنی اور مہمل ہے کیونکہ پہلے دن کے بچے کو تو کچھ سمجھ نہیں آتا وہ تو نہ زبان سمجھتا ہے نہ اشارے جانتا ہے اپنے ماں باپ تک کو پہچان نہیں سکتا اس کے کان میں اذان دینے کا کیا مطلب ہے۔ مگر آج کی تحقیق نے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ معاملہ کھول دیا ہے اور اس عقدے کو حل کر دیا ہے کہ بچہ نہ صرف یہ کہ ماں کے پیٹ سے باہر آنے پر فوری طور پر اثر قبول کرنے لگ جاتا ہے بلکہ اب تو سائنس دان یہ بات بھی دریافت کر چکے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں پیدائش سے پہلے بھی وہ بیرونی دنیا کے اثرات کو قبول کرتا ہے۔ اس پر غور کرتے ہوئے میری توجہ ایک اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت کی طرف مبذول ہوئی ہمیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میاں بیوی تعلقات قائم کرتے ہیں تو اُس وقت بھی دعا کیا کرو، اُس وقت بھی شیطان کی لمس سے محفوظ رہنے کی دعا کیا کرو اور خدا سے پناہ مانگا کرو (مسلم کتاب النکاح حدیث نمبر:۳۵۹۱) تو معلوم ہوا کہ پیدائش کے بعد تربیت کا ایک خاص مرحلہ شروع ہوتا ہے لیکن دراصل پیدائش سے پہلے بھی تربیت کا ایک مرحلہ شروع ہو جاتا ہے اور بچہ بننے کے وقت اُس کے آغاز کے وقت یا اُس کے آغاز کے امکان کے وقت بھی انسان کو اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور خدا تعالیٰ سے استدعا کرنی چاہئے۔ پھر مزید میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مضمون تو اس سے بھی زیادہ گہرا اور اس سے بھی زیادہ وسیع تر ہے انبیاء کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ مدتوں بعد پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے بھی دعا کیا کرتے تھے جن کا کوئی وجود نہیں تھا۔ وہ شہر مکہ جو آج تمام دنیا کے لئے مرجع خلائق ہے جب اس کے

کھنڈرات کو از سر نو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلند کرنا شروع کیا تو اس وقت قیامت تک آنے والی اپنی نسلوں کے لئے بھی دعائیں مانگیں۔ پس حقیقت یہ ہے کہ تربیت کا آغاز صرف بچے کے بڑے ہونے کے وقت کا منتظر نہیں ہوتا بلکہ اس کی پیدائش کے ساتھ، اس کی پیدائش سے پہلے بلکہ اس سے بھی بہت پہلے شروع ہو جاتا ہے یعنی آپ صرف اپنی اولاد کے لئے دعا نہ کریں بلکہ اپنی اولاد در اولاد اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی دعا کریں۔

ان باتوں پر غور کرتے ہوئے میری توجہ پھر اس بات پر آ کر ٹھہر گئی کہ ہر بات کا مرکزی نقطہ تو دعا بنتی ہے دعا کے بغیر کسی کوشش کو پھل نہیں لگتا۔ دعا کے بغیر کوئی محنت ثمر دار ثابت نہیں ہوتی۔ پس وہ ماں باپ جو اپنی اولاد کی تربیت میں دعا سے کام نہیں لیتے وہ جتنی محنت کریں حقیقت یہ ہے کہ ان کی محنت کو پھل نہیں لگ سکتا۔ اگر دعا کے پانی کے بغیر خشک محنت کریں گے تو یاد رکھیں کہ وہ خشک نمازی پیدا کر دیں گے لیکن حقیقی عبادت کرنے والے پیدا نہیں کر سکتے اس مسئلے پر غور کرتے ہوئے جب میں نے اپنے تجربے پر نظر ڈالی تو اُس وقت مجھے سمجھ آئی کہ کیوں بعض سخت گیر ماں باپ کی اولاد نماز پر تو قائم ہوئی لیکن نماز کی روح ان سے عاری رہی اور نماز کی روح سے خالی رہی اور جس طرح ایک مشین گھومتی ہے یا ایک روبوٹ چلتا ہے جو بظاہر زندگی والے آثار رکھتا ہے لیکن حقیقت میں زندگی سے خالی ہوتا ہے ایسی عبادتیں بھی ہو جاتی ہیں۔

پس آخری بات یا یوں کہنا چاہئے کہ پہلی بات جو آخر بھی ہے اور پہلی بھی ہے وہ یہی ہے کہ اپنی آئندہ نسلوں کو عبادتوں پر قائم کرنے کے لئے دعا کی طرف متوجہ ہوں اور دعاؤں میں ابتہال پیدا کریں، دعاؤں میں درد پیدا کریں، دعاؤں میں گریہ وزاری پیدا کریں، دعاؤں میں خدا تعالیٰ آپ کی بے قراری اور بے چینی کو محسوس کرے اور وہ جان لے کہ آپ واقعۃً اپنی اولادوں اور آئندہ دور تک آنے والی نسلوں کو خدا کے عبادت گزار بندے بنانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو صراط مستقیم کے کنارے پر آپ کھڑے ہوں گے آئندہ سفر اختیار کرنے کے لئے۔ آپ کی صراط مستقیم پر چلنے کا آغاز ہو جائے گا۔ پھر جوں جوں اس راہ میں قدم آگے بڑھائیں ہمیشہ دعا کو یاد رکھیں اور دعا سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہیں۔ دعا سے عجائب کام ہوتے ہیں حیرت انگیز پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں نصیحت کو ایک نیا شعور ملتا ہے۔ وہ نصیحت کرنے والا جو دعا کا عادی نہیں اور دعا سے خالی

نصیحت کرتا ہے اس کی نصیحت میں جان نہیں ہوتی، اس کی نصیحت میں روح نہیں ہوتی۔ اس کی نصیحت بعض دفعہ خوبیاں پیدا کرنے کی بجائے طرح طرح کی خرابیاں پیدا کر دیتی ہے۔ ایسا شخص جو دعا کا عادی نہیں اور ہر لمحہ اس کی اپنے خدا پر نظر نہیں اس کی نصیحت بعض دفعہ خود اس کے لئے بھی ہلاکت کا موجب بن جاتی ہے کیونکہ اس کی نصیحت کی خشکی اس کی روح کے پانی کو چوس جاتی ہے اور رفتہ رفتہ وہ خود ایک مشین بن جاتا ہے۔ بسا اوقات خشک نصیحت کرنے والا متکبر ہو جاتا ہے بسا اوقات ایک خشک نصیحت کرنے والا متکبر بن کر نہ صرف خود خدا کی راہوں سے دور چلا جاتا ہے بلکہ جن کو نصیحت کرتا ہے ان کو نیکی کی طرف بلانے کی بجائے بدیوں کی طرف دھکیلتا ہے اور ایسی نصیحتیں نہ اُس کے کام آتی ہیں نہ اُن کے کام آتی ہیں جن کو نصیحت کی جاتی ہے۔ کئی ملک ہیں جو مثال کے طور پر آپ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور خدا کے نام پر کئی تحریکات کروائی جارہی ہیں لیکن کوئی بھی اثر نہیں رکھتیں کیونکہ وہ نصیحتیں تقویٰ سے عاری ہیں اور وہ نصیحتیں دعا سے عاری ہیں۔

جماعت احمدیہ کو ایسا نہیں بننا جماعت احمدیہ تمام دنیا کے لئے آج وہ آخری نمونہ ہے جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نمونے کا احیاء ہے۔ اگر یہ نمونہ جماعت احمدیہ میں زندہ نہ ہوا تو ساری دنیا ہمیشہ کے لئے مر جائے گی اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الفاظ میں میں آپ سے کہتا تم خدا کی وہ آخری جماعت ہو جس پر کائنات کے خدا کی نظر ہے جس سے ساری دنیا کی زندگی وابستہ ہو چکی ہے اور یہ عظیم الشان کام دعا کی مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے اور یہ عظیم الشان کام ممکن نہیں ہے جب تک آپ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والی نسلیں اپنے پیچھے چھوڑ کر نہ جائیں۔ جب تک ایسا نہ ہو کہ مرنے سے پہلے آپ کی نظریں اپنی اولاد کے چہروں پر اس طرح پڑ رہی ہوں کہ آپ کے دل سکینت اور اطمینان سے بھر جائیں کہ ہاں ہم نے خدا کی راہ میں عبادت کرنے والی اولاد پیچھے چھوڑی ہے۔ جب تک ان کا تقویٰ نہ آپ دیکھیں اس وقت تک آپ کی زندگی بھی بے کار ہے اور آپ کی موت بھی بے کار ہے۔ اس لئے اس امر کی طرف بہت زیادہ گہری توجہ دیں ہر وقت بے قراری محسوس کریں۔ کیوں آپ چین سے بیٹھتے ہیں جب اپنے گھر میں آپ اپنی اولاد کو بے نماز دیکھتے ہیں پھر جب آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آغاز سفر کوئی انجام سفر تو نہیں۔ یہ سفر تو ایسا ہے جس میں لامتناہی مراحل آتے ہیں آپ بظاہر اپنی اولاد کو اگر دعاؤں کی مدد سے نماز پر قائم بھی

کر دیں اور غور سے مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بہت سے نماز کے ایسے آداب ہیں جن سے وہ عاری ہیں بہت سے نماز کے ایسے فوائد ہیں جوان کو ملنے چاہئیں اور نہیں مل رہے۔ نماز ان کی توجہ دنیا سے ہٹا کر دین کی طرف نہیں کرتی۔ ان کا دل اسی طرح دنیا میں اٹکا ہوا ہے جس طرح نماز پڑھنے سے پہلے اٹکا ہوا تھا۔ پس جب ان باتوں کو آپ غور کی نظر سے دیکھیں گے تو پھر ان کی نمازوں کی حالت کو بہتر اور بہتر بنانے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے بعض پچھلے خطبات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات پڑھ کے سنائے اور بڑی تفصیل سے مضمون کی گہرائی میں جا کر آپ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ نماز کا آغاز محض وہ مقصد نہیں ہے جس سے ہم ہمیشہ کی زندگی پا سکتے ہیں۔ نماز کے آغاز کے بعد پھر آگے لامتناہی مراحل ہیں جو مسلسل جاری رہیں گے اور اس کے سوا کوئی اور صورت ممکن نہیں ہے۔ کوئی دنیا کا عبادت کرنے والا عبادت میں اپنے آخری مقام کو نہیں پا سکتا جب تک وہ اس مضمون کو نہ سمجھے کہ جس کی عبادت کی جاتی ہے اس کا کوئی آخری مقام نہیں ہے اور جب اس مضمون کو وہ سمجھ جاتا ہے تو پھر اس آخری منزل جس کی کوئی منزل نہیں یعنی خدا تعالیٰ۔ اس کی طرف مسلسل اور پیہم حرکت کا نام ہی نمازوں کی تکمیل یا نماز کے مقاصد کا حصول بن جاتا ہے۔ اس سے یہ راز ہمیں سمجھ آ گیا کہ کوئی نماز جو ایک حالت پر ٹھہر جاتی ہے وہ زندہ نماز نہیں رہتی۔ کوئی نماز کی حالت جو آگے بڑھنے سے رُک جاتی ہے وہ یقیناً زندگی کے پانی سے محروم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ عبادت ایک ایسا مضمون ہے جس میں کوئی ٹھہراؤ نہیں ہے۔ چنانچہ جب اس پہلو کو خوب سمجھنے کے بعد آپ اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہوں گے تو آپ اپنے نفس کی طرف بھی متوجہ ہوں گے پھر آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر کا مضمون سمجھ آئے گا کہ

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسلؐ ؎
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
(درثمین صفحہ:۱۷)

پھر آپ کو قدم آگے بڑھانے پڑیں گے تا کہ آپ کی اولاد آپ کے پیچھے پیچھے اپنے قدم آگے بڑھائے۔ پھر یہ مضمون یک طرفہ نصیحت کا مضمون نہیں رہے گا۔ آپ خوب سمجھ لیں گے اور اس

بات کا عرفان حاصل کرلیں گے کہ آپ کو ہمیشہ اپنی نمازوں کی حالت کو پہلے سے بہتر بنانا ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو اپنے پیچھے چلنے کے ارشارے کرنے ہوں گے۔ اپنے پیچھے چلے آنے کی تلقین کرنی ہوگی اور نمازوں کے جو پھل آپ حاصل کریں گے ان پھلوں میں اپنی اولاد کو شریک کرنا ہوگا اس طرح ان کو یہ معلوم ہوگا کہ یہ کوئی محض دکھاوے کا بوٹا نہیں یہ وہ پھل دار درخت ہے جس سے واقعۃً اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں اور اُس کے قرب اور اس کے پیار کے پھل لگتے ہیں۔ پھر یہ نمازیں ثمر دار ہو جائیں گی، پھر یہ نمازیں ہمیشہ نشو ونما پاتی رہیں گی۔

پس نماز کی حقیقت کی طرف نظر کریں، گہرائی سے اپنی اولاد کا جائزہ لیں اور پھر اپنا جائزہ لیں اور پھر دونوں مل کر دعائیں کرتے ہوئے اس سفر کو آگے بڑھاتے چلے جائیں۔ اس راہ میں بہت ہی محنت درکار ہے بہت سے مراحل آتے ہیں جب انسان تھک جاتا ہے، ہمت ہار دیتا ہے، سمجھتا ہے کہ کب تک میں یہ کام کرتا رہوں گا۔ بسا اوقات اپنی اولاد کو نصیحت کرتا ہے، مہینوں سالوں اور اولاد ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ دل میں سخت درد پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا کروں کس زبان سے ان کو سمجھاؤں کہ عبادت میں تمہاری زندگی ہے مگر بندہ عاجز ہے بے بس ہے کوئی پیش اس کی نہیں جاتی لیکن یاد رکھیں ایسے موقعوں پر ہرگز مایوس نہیں ہونا اس وقت پھر یاد کریں کہ درحقیقت آپ کا تمام تر انحصار عاجزانہ دعاؤں پر ہے، ایسی صورت میں جب آپ اپنی نصیحت کی ناکامی سے دل میں دکھ محسوس کریں وہ وقت خصوصیت کے ساتھ دعا کا وقت ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ میں سے بہتوں نے یہ تجربہ کیا ہوگا لیکن کئی ایسے بھی ہیں جن کو شاید ذاتی طور پر اس بات کا تجربہ نہ ہوا ہو اس لئے ان کو بتانے کی خاطر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے بارہا اپنی زندگی میں یہ محسوس کیا ہے کہ مایوسی کے وقت مایوسی میں سے زندگی کا پانی نکلتا ہے کہ اگر آپ دعا کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ جب آپ کی کوششیں بے کار جارہی ہوں، جب کوئی نتیجہ نہ نکل رہا ہو اس وقت اگر آپ خدا کو الحاء کے ساتھ پکاریں، عاجزی اور خشوع کے ساتھ پکاریں تو انہی ناکامیوں میں سے مراد کا ایک ایسا چشمہ پھوٹتا ہے جو سلسبیل بن جاتا ہے، جو ہمیشہ کے لئے آپ کو زندگی بخشتا ہے۔

پس اس روح کے ساتھ اپنی اولاد کو نمازوں پر قائم کریں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آپ کو آغاز بہر حال پہلے سبق سے کرنا ہوگا۔ پہلے اُن کو روزمرہ کی نمازوں کی عادت ڈالنی ہوگی لیکن

یادرکھیں یہ کام سختی سے نہیں ہوگا۔ دعا کے بعد آپ کے دل میں ایک قسم کی نرمی پیدا ہو جائے گی، دعا کے بعد آپ کے دل میں ایک قسم کا عجز پیدا ہو جائے گا اور دعا کے نتیجہ میں آپ کی اولاد کے دل بھی نرم ہوں گے پھر آپ ان کو پیار اور محبت سے سمجھائیں اور ضروری نہیں کے پہلے دن ہی آپ کی اولاد پانچ وقت کی نمازی بن جائے۔ ضروری نہیں کہ آپ کی اولاد جب پانچ وقت کی نمازی بن جائے تو وضو میں بھی ویسے ہی اہتمام کرتی ہو اور دیگر لوازمات میں بھی ویسا ہی اہتمام کرتی ہو۔ ایسی خواتین بھی ملیں گی آپ کو ایسی بچیاں بھی ملیں گی جو اپنے سنگھار کو بچانے کی خاطر تیمّم کر لیں گی۔ اس وقت ان کو تحقیر کی نظر سے نہ دیکھیں اس وقت ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائیں ورنہ آپ کی نصیحت سارا اثر کھو دے گی، آپ ان کے قریب آنے کی بجائے ان سے دور ہٹ جائیں گے اور دور کی آواز وہ اثر نہیں کرتی جو قریب کی آواز کیا کرتی ہے۔ ایک محبت کرنے والا جو اپنے محبوب کے کان میں سرگوشی کرتا ہے دنیا کا بلند ترین آواز رکھنے والا انسان بھی وہ اثر اپنی آواز میں نہیں دیتا جو دور کی آواز ہوا کرتی ہے۔ اس لئے آپ قریب رہیں۔ **یادرکھیں یہ راز سمجھ لیں اور کبھی نہ بھولیں کہ اگر کامیاب نصیحت کرنی ہے تو آپ کو ہمیشہ اپنی بیوی، اپنے بچوں کے قریب رہنا ہوگا، روحانی طور پر اپنے دلی تعلقات کے لحاظ سے اپنے جذبات کے لحاظ سے کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے آپ اور اُن کے درمیان کوئی خلیج حائل ہو جائے۔ حوصلہ کریں وسعت قلبی کا ثبوت دیں ان کی کمزوریوں کو دیکھیں تو اپنی کمزوریاں بھی تو یاد کیا کریں آپ بھی کب پہلے دن ہمیشہ کے برابر نمازی بن گئے تھے۔** کئی مراحل میں سے آپ گزرے ہیں، کئی اور کمزوریاں ہیں جو آپ کی ذات میں موجود ہیں جن کے ساتھ آپ زندہ رہ رہے ہیں، جن کے ساتھ آپ نے ایک قسم کی صلح کر رکھی ہے۔ آخر وہ بھی تو انسان ہیں، ان کے اندر بھی کمزوریاں ہیں، ان کے اندر بھی ایسے جذبات ہیں جو بچپن کی عمر میں بعض دفعہ غیر اللہ کی طرف زیادہ مائل ہو جایا کرتے ہیں اور ان کی تادیب کی ضرورت ہے ان کو رفتہ رفتہ تربیت دے کر ایک خاص نہج پر چلانے کی ضرورت ہے اس لئے یہ شوخیاں اور تیزیاں اور تحقیر کی باتیں کام نہیں دیں گی۔ حوصلہ کرنا ہوگا مگر حوصلے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اپنی آنکھیں بند کر دیں۔ میں نے دو طرح کے لوگ دیکھے ہیں بعض اپنی اولاد سے اس قسم کے حوصلے کا سلوک کرتے ہیں کہ وہ جو مرضی کرتی رہے ان کو پرواہ کوئی نہیں۔ یہ حوصلہ نہیں ہے یہ تو بے حسی ہے، یہ تو موت ہے۔ حوصلہ یہ ہے کہ دکھ محسوس کریں اور دکھ دکھ

کے ساتھ رہیں اور اُس دکھ کو برداشت کر کے پھر اخلاق کا ثبوت دیں۔ اگر آپ ان کمزوریوں کو دیکھیں اور آپ کی روح بے چین نہ ہو جائے تو خدا کی قسم آپ **حوصلے والے نہیں، آپ مردہ ہو چکے ہیں۔ تکلیف کی آزمائش کے وقت حوصلہ دکھانا اور ان محرکات کے وقت غصے کو قابو میں رکھنا جبکہ انسان لازماً طیش کا شکار ہو جاتا ہے اس کو حوصلہ کہتے ہیں اور تربیت کے لئے اس حوصلے کی ضرورت ہے۔**

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایک ایسے صحابی روایت کرتے ہیں جو ایک لمبے عرصے تک اسلام سے غافل رہے اور صحراء میں انہوں نے پرورش پائی اس لئے شہروں کے آداب اور اخلاق اور اطوار سے وہ ناواقف تھے وہ کہتے ہیں کہ جب میں پہلی دفعہ مدینہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا تو مجھے نہ تو شہری تہذیب و تمدن کا کوئی حال معلوم تھا نہ نماز کے آداب سے واقفیت تھی چنانچہ نماز کے دوران میں نے ایسی حرکتیں کیں جو نماز میں نمازی کو زیب نہیں دیتیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب نماز ختم ہوئی تو اردگرد سے صحابہ کی نظریں اس طرح پڑیں جیسے مجھے کھا جائیں گے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام تھے اور وہ جانتے تھے کہ آپ کی نماز میں یہ حرکتیں خلل انداز ہوئی ہیں اور یہ چیز وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ جیسے خونی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہے ہیں سارے کہ یہ میں نے کیا حیثیانہ حرکتیں کی ہیں۔ کہتے ہیں میں نے خوف محسوس کیا لیکن اچانک میری نظر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر پڑی آپؐ کی آنکھوں میں پیار بھرا ہوا تھا۔ ایسی محبت تھی، ایسی شفقت تھی کہ جیسے ماں بہت ہی پیار کی حالت میں اپنے بچے کو دیکھ رہی ہو۔ آپؐ نے فرمایا دیکھو نماز میں یوں نہیں کیا کرتے یوں کیا کرتے ہیں، آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ نماز کس طرح پڑھا کرتے ہیں (مسلم کتاب المساجد حدیث نمبر: ۸۳۶) ایسی ایک نہیں دو نہیں بیسیوں مثالیں ہیں بڑوں کے ساتھ بھی آپ نے شفقت کا اور حکم کا ثبوت دیا، چھوٹوں کے ساتھ بھی آپ نے ایسا ہی سلوک فرمایا، جاہلوں کے ساتھ بھی عالموں کے ساتھ بھی۔ یہ وہ مربی ہے جو ساری دنیا کو زندہ کرنے پر مامور فرمایا گیا تھا۔ اس مربی کے آثار کو اپنی ذات میں اپنے وجود میں جاری کرنا ہوگا اور اس مربی سے خود زندگی کے گُر پانے ہوں گے اور زندہ کرنے کے گُر سیکھنے ہوں گے۔ اس لئے اپنی اولاد اور اپنی بیویوں کی تربیت میں ہرگز نہ عجلت سے کام لیں نہ سہل انگاری سے کام لیں، دونوں چیزیں مہلک ہیں۔ نہ اُن کی بیماریوں سے غافل ہوں نہ اُن کی

بیماریوں سے بے پرواہ ہوں اپنے احساس کو زندہ رکھیں اور اس دکھ کو زندہ رکھیں جو برائیوں کو دیکھنے کے نتیجہ میں ایک مؤمن کے دل میں لازماً پیدا ہوتا ہے۔

بارہا میں نے جماعت کو پہلے بھی متوجہ کیا ہے کہ سارے قرآن کریم میں حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایک بھی اشارہ نہیں ملتا کہ بدی کو دیکھ کر آپؐ غصے میں آجاتے تھے۔ ہاں بدی کو دیکھ کر آپ بے حد رنجیدہ ہو جاتے تھے، بے حد دکھ محسوس کرتے تھے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کو بار بار آپ کو متوجہ فرمانا پڑا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:۳) اے محمدؐ! ان ظالموں کے لئے تو کیوں اپنے نفس کو ہلاک کرتا ہے کیا تو اپنے آپ کو ہلاک کرے گا غم سے کہ یہ مؤمن نہیں ہوتے۔ کہیں بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غضب ناک ہونے کا ذکر نہیں ملتا لیکن بے انتہاء دردناک ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ پس آپ بھی اپنی نسلوں کو کبھی نمازوں پر قائم نہیں کر سکیں گے جب تک آپ ان کے لئے درد محسوس نہ کریں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے درد دعا بن جایا کرتا ہے اور وہی دعا ہے جو درد ہو اس کے سوا کوئی دعا نہیں ہے۔ وہی دعا مقبول ہوتی ہے جس کے ساتھ دل پگھلا ہوا ہو۔ پس دیکھیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت حسنہ پر غور کرنے سے کیسے کیسے زندگی کے راز ہمیں ملتے ہیں۔ ایک انسانی زندگی کے نہیں، ایک قومی زندگی کے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے تمام انسانوں کی زندگی کے راز سیرت نبویؐ میں مضمر ہیں اور اُسی سے ہمیں سیکھنے ہوں گے۔

پس اپنی اولاد کو نمازوں کی طرف اس طرح متوجہ کریں اور پھر رفتہ رفتہ آگے بڑھیں۔ اُن سے نمازیں سنیں اگر ٹھیک نماز نہیں آتی تو ان کو سکھانا شروع کریں اور اس وقت آپ میں سے بہت سے ایسے بھی نکلیں گے جنہیں احساس پیدا ہوگا کہ خود ان کو بھی نماز صحیح نہیں آتی۔ جب ترجمہ سکھانے کا وقت آئے گا تو آپ میں سے بہت سے ایسے بھی ہوں گے جن کو خود نماز کا ترجمہ نہیں آتا ہوگا۔ جب یہ بتانے کا وقت آئے گا کہ جو کچھ پڑھتے ہو دل لگا کر پڑھنے کی کوشش کرو تو بہت سے ایسے بھی ہوں گے جن کو یاد آئے گا کہ وہ خود بھی تو دل لگا کر نہیں پڑھتے۔ تو یہ تربیت ایسی ہوگی جو دوطرفہ ہوگی۔ آپ اپنی اولاد کو زندگی کا پانی عطا کر رہے ہوں گے اور آپ کی اولاد آپ کو زندگی کا پانی عطا کر رہی ہوگی۔ یہ مضمون ایسا ہے کہ میں کبھی اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے تھک نہیں سکتا۔ **ایک ایسی آگ لگی ہوئی ہے میرے دل میں اس معاملے میں درد اور غم کی کہ بہت سے آپ میں سے اس کا تصور نہیں**

کر سکتے۔ ہرگز میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے والا نہیں ہوں گا جب تک اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے مجھے یہ چین نصیب نہ ہو جائے کہ جماعت نماز کے معاملے میں آج سے سینکڑوں گنا زیادہ بیدار ہو چکی ہے اور ہم اگلی صدی میں اس طرح خدا کے حضور سر جھکا کے داخل ہو رہے ہیں کہ ہم اور ہماری بیویاں اور ہماری مائیں اور ہماری بیٹیاں اور ہماری بہنیں اور ہمارے بھائی سارے بڑے اور سارے چھوٹے خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے اس کی عبادت کی روح کو سمجھتے ہوئے عاجزانہ طور پر آئندہ نسلوں کے انسانوں کے لئے دعائیں کرتے ہوئے اگلی صدی میں داخل ہو رہے ہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اللہ کرے کہ ہمیں اس کی توفیق ملے۔ آمین۔